شمیم الانوار



نتیجۂ فکر

حقائق آگاہ فقاہت دستگاہ حضرت شیخ الاسلام عارف باللہ

امام محمد انوار اللہ فاروقی فضیلت جنگ علیہ الرحمۃ بانی جامعہ نظامیہ

ناشر

مجلس اشاعت العلوم جامعہ نظامیہ، حیدرآباد۔ الہند

شمیم الانوار

نتیجۂ فکر

حقائق آگاہ فقاہت دستگاہ حضرت شیخ الاسلام عارف باللہ

امام محمد انوار اللہ فاروقی فضیلت جنگ علیہ الرحمۃ بانی جامعہ نظامیہ

ناشر

مجلس اشاعت العلوم جامعہ نظامیہ، حیدرآباد۔ الہند

نام کتاب	:	شمیم الانوار
نام مصنف	:	شیخ الاسلام عارف باللہ امام محمد انوار اللہ فاروقیؒ
سنہ اشاعت	:	جمادی الاولی ۱۴۳۶ھ مارچ ۲۰۱۵ء
تعداد اشاعت	:	۱۰۰۰
قیمت	:	۵۰ پچاس روپئے
مطبع	:	ابوالوفاء الافغانی جامعہ نظامیہ **9390045494**
بحسن تعاون	:	کامل سندی ۱۴۳۶ھ ۲۰۱۵ء
ناشر	:	مجلس اشاعت العلوم جامعہ نظامیہ حیدرآباد

پتہ

مجلس اشاعت العلوم، جامعہ نظامیہ

حیدرآباد ۵۰۰۰۶۴ تلنگانہ (الہند)

فون: ۲۴۵۷۶۷۷۲/ ۲۴۴۱۶۸۴۷ فیاکس: ۲۴۵۰۳۲۶۷ ۴۰ ۹۱ ۰۰

شیخ الاسلام لائبریری اینڈ ریسرچ سنٹر فون 040-64534568

فضیلت جنگ اکیڈمی حیدرآباد فون 7353847863

عرشی کتاب گھر میر عالم منڈی حیدرآباد فون 9440068759

کاظم سیریز مغل پورہ حیدرآباد فون 9177396593

پیش لفظ

الحمدللہ رب العالمین والصلوۃ والسلام علی سید الانبیاء والمرسلین وعلی آلہ الطیبین واصحابہ الاکرمین

امابعد

یہ بات کسی پر مخفی نہیں ہے کہ ابتدا ہی سے ائمہ اور علماء نے حضور ﷺ کی شان کو نثر اور نظم کی صورت میں ذکر فرمایا ہے۔ اسکا مقصد یہ ہیکہ عامۃ المسلمین کے دلوں میں حضورِ پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کی محبت پیدا کی جائے کیونکہ آپ کی محبت ہی اصلِ ایمان ہے۔ ائمہ اور علماء نے ہر دور میں محنتیں کیں تا کہ عوام کو ہدایت ملے، اسی سلسلہ کی کڑی کتاب ''شمیم الانوار'' جو حضرت شیخ الاسلام عارف باللہ امام محمد انوار اللہ فاروقی علیہ الرحمۃ بانی جامعہ نظامیہ کی مایہ ناز کتاب ہے جو حضورِ پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کی منظوم شان میں اپنی انفرادیت رکھتی ہے۔ ان اشعار کو پڑھنے سے عشق ومحبت میں اضافہ ہوتا ہے، دلوں کو جِلا ملتی ہے، چونکہ یہ کتاب اُردو اور فارسی کے اشعار پر مشتمل ہے اور ہمارے جامعہ کے کامل سندی کے طلباء فارسی اشعار کے اردو ترجمہ کے ساتھ اس کتاب کو شائع کررہے ہیں تا کہ اس کا نفع عام ہو۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ اس کتاب کے نفع کو عام اور تام فرمائے۔ آمین بجاہ طٰہٰ ویٰسین۔

(حضرت مولانا) مفتی خلیل احمد (حفظہ اللہ)

شیخ الجامعہ جامعہ نظامیہ حیدرآباد الہند

فہرست

حَق حَق حَق

اے ہو ایت طرحِ رنگِ کن فکاں انداختہ
طبعِ عشق اندر ہیولائے جہاں انداختہ
اے میری آرزو کہ جس نے کن فکاں کے رنگ کا انداز
اختیار کرلیا (اور) جہاں کی اصل میں عشق کا خمیر ڈال دیا
نَو عُروسانِ ازل دریک ندائے دلکشت
شور رستا خیز گوئی در جہاں انداختہ
تیری ایک دل کش ندا نے ازل کے حسینانِ
جہاں میں ایک قیامت برپا کر دی
ساحتِ قدست کہ بالاتر بود از لامکاں
پردہ از کون و مکان بر لامکاں انداختہ
میری پاکی کا میدانِ لامکاں سے بھی بالاتر تھا
لامکاں پر کون و مکاں کا پردہ ڈال دیا
در سرشتِ مہو شانِ سرمدی اندر ازل
رنگِ نیرنگِ تجدد از زماں انداختہ
سرمدی حسینوں کی فطرت میں ازل سے وقت کے
تجدد کا جادوئی رنگ ڈالدیا
مرۃ الصفراء کثرت ریخت حکمت در حواس
چاشنیٔ وحدت اندر کام جاں انداختہ

کثرت صفر کی کڑواہٹ نے حواس میں حکمت ڈالدی (اور

) جانے کے کام کے اندر وحدت کی چاشنی ڈالدی

کافراں بیہودہ تازیہا بسے کردند لیک

شحنۂ توحید شاں برآستاں انداختہ

بیہودہ کافروں نے کتوں کو پال رکھا ہے لیکن توحید

پرستوں کی محافظ کو آستاں پر متعین کر رکھا ہے

عشق تا پرواز کرد اندر ہوائے معرفت

ہیبتش مر عقل را از آشیاں انداختہ

معرفت کے اشتیاق کے اندر جب عشق نے پرواز

کی (تو) اس کی ہیبت نے عقل کو آشیاں سے نکال ڈالا

ایکہ عشقت شد فروکش ہر کجا کاندر وجود

عقل را بیرونِ سرحد موکشاں انداختہ

اے وہ تیرے عشق جو جہاں کہیں بھی موجود ہو اس

نے عقل کو سر حد سے باہر نکال ڈالا

قطرہ می زد آگہی را عقل و سرزد حیرتے

وزنخستیں پایہ اش از نردباں انداختہ

علم کو قطرہ برابر عقل ملی تو حیرت میں ڈالدیا اور ابتداء

سے زینہ کو اس کی بنیاد قرار دی

صورتِ وہمی بکارت دانشِ عقل کل است

فہم بر رو از عرقہا طیلساں انداختہ

تیرے کام میں وہم کی صورت عقل کُل کی آگہی ہے

جس نے چہرہ پر بڑی مشقت سے فہم کا شملہ ڈالدیا

کہ بے باکانہ پرزد در فضائے معرفت
دور باش غیرتش از آسماں انداختہ

جوکوئی معرفت کی فضا میں بے خوفی کے ساتھ اڑتا ہے
اس سے دوررہ کے آسماں سے اس کی غیرت ڈالدی

زینتِ فتراکِ عرفاں داد بیشک از یقیں
در ہوایت ہر کہ تیرے از کماں انداختہ

عرفان کے شکار کے تھیلے کی زینت بیشک یقین سے ملتی
ہے تیری ہرخواہش میں ہر تیر، کمان سے ڈالا ہوا ہے

ہرکہ بوئے از ربوبیت بمغز جانش زد
قفلِ تعبیراتِ مکنوں بربیاں انداختہ

ربوبیت سے نکلنے والی ہر بو نے اس کی جان کے مغز
پرضرب لگائی (اور) پوشیدہ تعبیرات کا قفل بیاں پر ڈالدیا

ہر کہ سدّ پیش و پس برکند و وضع خویش دید
ہستیٔ موہوم خود را از میاں انداختہ

جو کوئی آگے پیچھے کی رکاوٹ میں اپنی وضع قطع دیکھے
(تو) اس نے اپنی موہوم ہستی کو درمیان میں ڈالدیا

در حریمِ بارگاہت اعتبار مسکنت
رشک اندر نخوت گردن کشاں انداختہ

تیری بارگاہ کی چاردیواری میں رہنے کا یہ
اعتبار ہے کہ باغیوں کے غرور میں شک ڈالدیا

اوجِ رفعت در حضیض وضع گر مضمر نبود
آدمے را گندمے چوں از جناں انداختہ

اوجِ رفعت اگر وضع کے گڑھے میں پوشیدہ نہ ہوتا تو
پھر آدم علیہ السلام کو گیہوں جنت سے کیوں نکالتا

در فضائے غیریت چوں نام شاں بخشود بال
غیرتت شاہیں بہ ناموسِ شہاں انداختہ

غیریت کی فضا میں جب ان کے نام کو عام کر دیا تو
تیری غیرت کو بادشاہوں کی عزت پر شاہین بنا کر ڈالدیا

سر بُروں آورد ہر کو در ہوائے خودسری
معرض آماجگاہش بے اماں انداختہ

خودسری کی آرزو میں ہر کسی نے سر باہر نکالا تو اس کی
آماجگاہ کو امن سے غیر محفوظ بنا ڈالا

من کہ باشم عارفیں رابیں کہ خود بینی چکرد
از فضائے لامکاں برخاکداں انداختہ

میں ہوں کہ عارفوں کو دیکھا تو انہوں نے غرور کے
ساتھ کہا: لامکاں کی فضا سے خاکداں پر ڈالدیا

سُرخی رُوئے عمل را بے نیازی برنتافت
در شکستِ وضع رفع شائگاں انداختہ

عمل کی سرخروئی کو بے نیازی نے چمکایا نہیں (تو)
بادشاہوں کے شایان شان طریقہ کی شکست ہوئی

صولجانِ قدرتت از وسعت آبادِ عدم
در خلائے محض گوئے آسماں انداختہ
تیری قدرت کا کھیل وسعت سے عدم میں آیا ہے
(تو) محض خلا میں آسمان نے گیند ڈالدیا

حادثاتِ دہر بغنودہ بہ پہلوئ صفات
شیر خواراں در کنار دائگاں انداختہ
دنیا کے حادثات صفات کے پہلو پر اونگتے ہیں
شیرخواروں کو دایہ کے گود میں ڈالدیا

ریخت کرّ و فرِ عشق اندر سرشتِ عاشقاں
مایۂ نازش بطبع مہوشاں انداختہ
عاشقوں کی فطرت میں عشق کا کرّوفر جاتا رہا (تو) اس
کے ناز کا سرمایہ حسینوں کے خمیر میں ڈالدیا

عرض تمکیں جوہر تلویں بہائے بے بہا
فیض تکویں رائگاں در جیب کاں انداختہ
طاقت کا عرض اور رنگ بدلنے کا جوہر ایک لاقیمت
نعمت ہے تخلیق کا فیض کان کے اندر ڈالکر رائیگاں کردیا

صنعِ اعجوبہ گرت در فطرتِ خمیازہا
سرعتِ امواج بحرِ بیکراں انداختہ
اگر تیری عجیب ترین صنعت میں بدلہ لینے کی فطرت
موجود ہوتو بیکراں سمندر کی موجوں میں تیزی ڈالدی

درمیانِ آتش و بارانِ رزم و زخمہا

خوابِ راحت خیز بر شیرِ ژیاں انداختہ
جنگ کی آگ اور پانی اوراس کے زخموں کے درمیان
خوفناک شیر پر راحت دینے والی نیند ڈالدی
بر درِ گنجینۂ اسرار و خلوت گاہِ خویش
قفلِ وسواس از خیالِ این و آں انداختہ
اسرار کے گنجینہ کےاور اپنی خلوت گاہ کے دروازہ پر یہ
اور وہ خیال آنے سے وسوسوں پر قفل پڑ گیا
مشتبہ بر ہر کہ راہِ معرفت شد انوؔرا
تیرہ بختیش زرہ چوں کہکشاں انداختہ
اے انوؔر! معرفت کے ہر راستہ پر جو کوئی شبہ میں پڑ گیا اس کی
قسمت کی تاریکی کو اس راستہ میں کہکشاں جیسا (روشن) بناڈالا
جرم ہائے بیحدم در عرضِ حالِ مدّعا
عقدہ ہائے محکم از عقد اللساں انداختہ
مدعا کے عرضِ حال میں میرے بے حد جرم ہیں زبان
کی گرہ سے مضبوط گرہیں ڈالدیا
محض ذاتی رحمت برمن گمار اے ذوالمنن
شوم استعداد و حالم از میاں انداختہ
اے خدائے ذوالمنن! مجھ پر محض تیری ذاتی رحمت نازل
فرما، میری منحوس قابلیت کا حال میں نے تو پیش کر دیا



وَلَہٗ

اے آنکہ بروں و ہم درونی
بے پردہ برخ نقاب چونی

اے وہ ذات جو ظاہر ہو کر بھی پوشیدہ ہے (اور) بے
پردہ ہو کر بھی اپنے چہرہ پر نقاب ڈال لیا ہے

پیدا پنہاں تو ئیست لیکن
بے چوں ہستی و بے چگونی

تو ظاہر بھی ہے پوشیدہ بھی ہے لیکن یہ سمجھ میں
نہیں آتا کہ یہ کیسے اور کس طرح ہے

نازم بفسونِ تو کہ از ما
باعین ظہور در کمونی

تیرے جادو پر مجھے ناز ہے کہ ہم پر
بالکل ظاہر ہو کر بھی چھپا ہوا ہے

حیراں ماندم ز اصطلاحت
بے سو سویت کہ رہنمونی

تیری معنویت سے حیراں ہوں کہ بے نشانی ہی میرا
نشان ہے جو راستہ دکھلاتا ہے

آنسو جستہ بہ جستجویت
کردہ نگہم بسے حرونی

تیری تلاش میں اسی جانب میں رواں دواں ہوں
ایک ہی نگاہ نے مجھے سرکش بنا ڈالا

پیش تو خیالِ ماچہ باشد
کز وہم و خیال ہم برونی

تیرے پیش نظر ہمارا خیال کیا ہوگا کہ اس سے
وہم اور خیال بھی پیدا ہوتا ہے

یَا رَبِّ اَعُوْذُ بِکَ مِنْکَ
فَالْخَلْقُ لِمَا یُزَاحِمُوْنِیْ

اے پروردگار! تجھ سے تیری ہی پناہ مانگتا ہوں
تو مخلوق مجھے اس سے روکتی ہے

مشکل گویم وگر نہ گویم
یا رب چہ کنم بدیں زبُونی

بولوں بھی تو مشکل اور اگر نہ بولوں بھی تو مشکل ہے
اے پرورگار! اس حال عاجزی میں کیا کروں

لَوْ تَطْلُبُ حِیْلَةً لِقَتْلِیْ
قَلْبِیْ یَھْوٰیکَ فَاقْتُلُوْنِیْ

اگر تو میرے قتل کا بہانہ چاہتا ہے تو میرے دل کو تیری
ہی آرزو ہے پس مجھے قتل کر دے

انوؔر رہِ وصلِ یار جوئی
فرزانۂ یا کہ در جنونی

اے انوؔر تو یار کے وصل کا آرزومند ہے تجھ کو کچھ عقل
بھی ہے یا پھر تجھے جنون ہو گیا

وَلَہٗ

اے جملہ و از جملہ مبّرا
تا کے حجابت باشد من وما
اے سب اور سب سے آزاد کب تک میرے
اور تیرے درمیان تیرا پردہ رہے گا
ظاہر توئی در جملہ عوالم
پوشد ترا ہیچ حاشا وکلّا
تمام عالموں میں تو ہی ظاہر ہے (اور) تیری کوئی
بات پوشیدہ ہوا ایسا ہر گز نہیں
یَامَنْ رُجُوْعُ الْخَلْقِ اِلَیْہِ
اِنَّا تَعِبْنَا مِنْ ظَعْنِنَا ذَا
اے وہ ذات! جس کی طرف ساری مخلوق رجوع ہوتی
ہے بیشک ہمارے سفر نے ہمیں بڑی مشقت میں ڈالدیا
از بود خود سیر گشتم لقایت
امروز خواہم دور است فردا
اپنے ہی سے تیری ملاقات کے لئے سرگرداں ہوں جو
آج ہی چاہتا ہوں کہ کل تو دور ہے
قَدْ طَالَ عَھْدِیْ مِنْکَ مَدِیْدًا
فَالْعَیْنُ تَبْکِیْ وَالْقَلْب یَھْرِیٰ
بیشک میرا وعدہ تجھ سے بہت طویل ہو گیا پس

آ نکھ ر و تی ہے ا و ر د ل تڑ پتا ہے

جز تو نباشد مطلب زچیزے
اینست مارا مقصودِ اقصیٰ

تیر ے سو ا کسی چیز سے غر ض نہیں
یہی ہما ر ا ا صل مقصد ہے

اَنْــتَ قَــرِیْــبٌ مِــنِّــیْ وَلٰــکِــنْ
بِــالْــقُــرْبِ مــاذا یــفــعَــلُ اعــمٰــی

تو مجھ سے قر یب ہے لیکن قر ب ا یک نا بینا
کا کیا بھلا کر سکتا ہے

مَــوْلًــی لَــنَــا اٰخِــذٌ بِــالــنَّــوَاصِــیْ
کُــلٌّ مُــطِــیْــعُــوْهُ طَــوْعًــا وَکَــرَهَــا

و ہ مولیٰ جسکے ہاتھ میں ہما ر ی پیشا نی کے با ل ہیں
چا ر و نا چا ر ا سی کے سب مطیع ہیں

خوش دل رُبائے کاندر نگاہے
نادیدہ مفتوں کند عالمے را

اے وہ بہترین دلبر اک نگاہ ڈالدے کہ جس نے اک
عا لم کو بے د یکھے شید ا بنا لیا ہے

خود بینی ما از خویش رفتن
سرمایۂ ما بے حاصلیہا

ا پنی خو د کی پہچا ن تو خو د کو چھو ڑ د ینا ہے

(اور) اپنا سرمایہ تو بے مائیگی ہے

آئینہ صدہا گو در میانست

آں نور فائض نوریست یکتا

اگر چہ درمیاں میں سیکڑوں آئینے ہیں

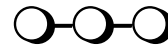
لیکن وہ فیض رساں نور بے نظیر ہے

چوں مرضیٔ اوست انوؔر مسلم

پس خواہشِ ماد خلیست بیجا

اے انوؔر! جب اس کی مرضی مسلم ہے تو پھر

ہماری خواہش کا دخل بیجا ہے



وَلَہٗ

مہر و نجوم پُر ضیا عکسِ جمالِ یارمن

در ہمہ چیز برملا عکسِ جمال یارِمَن

یہ جگمگاتے سورج اور ستارے تو میرے یار کے جمال کا عکس ہے

تمام چیزوں میں میرے یار کے جمال کا عکس علانیہ ظاہر ہے

دردل و دیدۂ و نظر درہمہ چیز جلوہ گر

در خور و ماہ تاسہا عکسِ جمالِ یارِ من

چشم و دل اور نظر اور چاند کے پرتو، ان تمام چیزوں

میں میرے یار کے جمال کا ہی عکس موجود ہے

پردہ ہمیں کہ برکشود صبر و شکیب در بود
کرد بہ فتنہ مبتلا عکسِ جمالِ یارِ من

وہ پردہ پوش ہوا تو صبر و تحمل کرنا پڑا (اور) میرے یار
کے جمال کے عکس نے ایک فتنہ میں مبتلا کر دیا

بہرِ نظارہ جوق جوق گشتہ رواں فرطِ شوق
کرد قیامتے بپا عکسِ جمالِ یارِ من

دیدار کا شوق زیادہ ہوا اور گروہ کے گروہ امنڈ پڑے تو
میرے یار کے جمال کے عکس نے ایک قیامت برپا کردی

ہوش و حواس عالمے بردبیک کرشمۂ
روح فزا و دل رُبا عکسِ جمالِ یارِ من

میرے یار کے جمال عکس ایسا روح فزا اور دلربا تھا کہ
ایک ہی کرشمہ سے دنیا تمام کے ہوش وحواش جاتے رہے

ازپئے امتحان نخست پردہ کشود در اَلَست
برد بمعرض بلا عکسِ جمالِ یارِ من

پہلے ہی امتحان میں جب الست کا پردہ اٹھا تو میرے
یار کے جمال کے عکس نے آفت و بلا میں ڈال دیا

حال چگویم انوؔرا تاچہ نمود لطفہا
بردز خویشتن مرا عکسِ جمالِ یارِ من

میرے یار کے جمال کے عکس نے اپنے در پر مجھے جن
عنایتوں سے نوازا، اے انوؔر اس کا حال کیا بیان کروں

وَلَہٗ

خیالت مرا مردمِ دیدہ شد
کزاں ہر چہ دیدم رخت دیدہ شد
تیرے خیال نے مجھے ایسے شخص کو دکھایا کہ اس کے
سبب میں نے جس کسی کو بھی دیکھا تیرا ہی چہرہ نظر آیا
چو عکس رخت تافت برجانِ من
ہمہ دیدہ گوئی کہ نادیدہ شد
میری جان پر جب تیرے رخ کا عکس چمکنے لگا تو سب
کچھ دیکھنے کے بعد کہتا ہے کہ کچھ بھی نہیں دیکھا
چناں مست گشتم بنظارہ ات
کہ ہر چیکہ پیداست پوشیدہ شد
تیرے دیدار نے مجھے ایسا مست بنا ڈالا کہ جو
کچھ بھی پوشیدہ تھا وہ ظاہر ہو گیا
ولے داشتم در ہوائے تو رفت
سرے بود اونیز شوریدہ شد
میں وہ دل رکھتا ہوں جو تیری آرزو میں بے خود ہے
اور سر بھی وہ ہے کہ سر گرداں ہے
کنوں نوبتِ جانست او ہمچناں
چوروئے تو دید ازرہِ دیدہ شد
اب جان اس نوبت پر ہے کہ جب تیرا چہرہ دیکھا تو تو

آنکھوں کے راستہ سے دیکھا
زبلبل شنوزانکہ نشنیدہٗ
تو آں سِر کہ از گل نیوشیدہ شد
بلبل سے وہ سنو جو کہ تو نے نہ سنا تھا تو وہ راز
ہے کہ پھو ل سے بھی نہ سنا ہو گا
چوشد جانت انؔور بجاناں چہ غم
اگر استخوا نہات بوسیدہ شد
اے انؔور اگر محبوب کے لئے تیری جان جائے تو کیا غم
ہے اگر چہ تیری ہڈیا ں تک بو سیدہ ہو گئیں



وَلَہٗ

ہر کسے را با تو رازے دیگرے
ناز و انداز و نیازے دیگرے
ہر کسی کا آپ کے سا تھ الگ راز ،ناز،
انداز اور نیا ز جدا جدا ہے
میرسد در راہ پیچا پیچِ عشق
ہر زماں شیب و فرازے دیگرے
عاشقو ں کو شمع کی طرح ہر گھڑی نیا

سو ز وگداز پہنچ رہا ہے

شمع آسا دمبدم عشاق را
میرسد سوز و گدازے دیگرے

محبوب کی خلوت گاہ تک پہنچنے کے لئے عاشقوں کی جد وجہد کا انداز جدا ہے

عاشقاں را تا بخلوت گاہِ دل
ہست پنہاں ترک تازے دیگرے

عشق کے پیچیدہ را ستہ میں ہر وقت نئے نشیب وفراز آتے رہتے ہیں

ہست صناعیکہ صنعش میدہد
ہر عدم را امتیازے دیگرے

وہ ایسا صنعت گر ہے جس کی صنعت ہر گھڑی میں ہر عدم کو الگ امتیاز عطا کر تی ہے

عاشقاں را دربیانِ راز ہاست
ہر حقیقت را مجازے دیگرے

رازوں کے بیان کرنے کے لئے عاشق لوگوں کے لئے ہر حقیقت کا جد ا مجاز ہے

انورؔ افتادہ را اے دستگیر
نیست جز تو چارہ سازے دیگر

گرے ہوئے انورؔ کی دستگیری کیجئے یارسول اللہ!
آپ ﷺ کے سوا اس کا کوئی اور چارہ گر نہیں ہے

وَلَہٗ

بر جمالِ خویشتن دیوانہ سازی خویش را
شمع خود باشی و خود پروانہ سازی خویش را

اپنے جمال کا خود اپنے کوتو نے دیوانہ بنا دیا خود شمع بنا اور خو د کو تو نے پر وا نہ بنا دیا

عاشقِ زاری گہے و زجاں براری ہائے ہوئے
گاہ جاں باشی گہے جانانہ سازی خویش را

کبھی فریاد کرنے والا عاشق بنا دیا تو کبھی ہاہو پر جان دینے وا لا بنا دیا خو د کو کبھی جا ن تو جا نا نہ بنا دیا

کیست کہ در بندِ عشق خویش ارد مرترا
بہرِ صیدِ خویش دام ودانہ سازی خویش را

یہ کیسی بات ہے کہ تو نے مجھے اپنے عشق کی قید میں گرفتار کیا اور اپنے شکار کرنے کے لئے خود کو دام ودانہ بنا ڈالا

آں کرا زہرہ کہ دعوائے شناسائی کند
دیدۂ و دانستہ چوں بیگانہ سازی خویش را

وہ کیسی روشنی ہیکہ پہچاننے کا دعویٰ کرتی ہے اور جان بو جھ کر خو د سے بیگا نہ بنا تی ہے

گر طمع داری دلا گنجینۂ اسرار را
پیشترمی بایدت ویرانہ سازی خویش را

گر تو اسرار کے خزینہ کی خوا ہش رکھتا ہے

تو پہلے خود کو فنا کر ڈال

مستیِ خمخانۂ روز الستت بس نبود
تا کہ مستِ جرعۂ پیمانہ سازی خویش را

روزِ الست خمخانہ کی مستی کافی نہ تھی تاکہ تیرے پیمانہ کے ایک گھونٹ سے خود کو مست کر لے

تو ہُمائے دولتی واں آشیانت بے نشاں
پس چہ فتادت کہ مرغ خانہ سازی خویش را

تو اپنی دولت ہما ہے اور تیرا آشیاں بے نشاں ہے پھر تیری یہ کیسی مصیبت ہے کہ خود کو پالتو مرغ بنا ڈالا

انوؔرا با آنکہ بیروں نامدی از خویشتن
تابکے در غیریت افسانہ سازی خویش را

اے انوؔر! اس طرح تو نے اپنے ہی نام کے ساتھ باہر وظاہر ہو جا۔ کب تک غیریت میں تو آپ اپنا افسانہ بنا تا رہے گا

وَلَہٗ فِی النّعت

اے آنکہ تجلی نخستینِ خدائی
اصلِ دو جہانی و زکونین جدائی

(یا رسول اللہ! آپ اللہ تعالیٰ کی ہستی کا اولین جلوہ ہیں، باوجودیکہ آپ حسن رکھتے ہیں (لیکن دوسرے حسینوں کی طرح) ایک شخص کو رد نہیں فرماتے

بالا تری از عرشِ معلیٰ تو بآغاز
حیف است کہ گفتند ترا ہمسر مائی
عرش بریں سے بھی زیادہ بلند آپ کی ابتدا ہے افسوس
کہ لو گ آپ کو اپنا ہمسر کہتے ہیں
حِلمِ توچہ حلمے کہ بآں فوج ملائک
مجروحی و ازبہرِ جزا لب نہ کشائی
(آپ کا حلم کتنا عظیم ہے، فرشتوں کا لشکر حکم کی بجا
آوری کے لئے حاضر ہے، آپ طائف میں لگنے والے پتھر
باعث زخمی بھی ہیں لیکن بددعا کے لئے آپ ہاتھ نہیں اٹھاتے)
گر دید ہمہ سرِ نہفتہ زتو مکشوف
آئینہ رَو شنگرِ اسرار خدائی
(تمام پوشیدہ راز آپ پر عیاں ہو گئے ہیں، آپ اللہ
تعا لی کے اسرار کو روشن کر نے وا لے ہیں)
آرام گہت را نرسد وہم فلک ہم
ہر چند کہ در خیمہ گہر ارض و سمائی
(آپ کی آرا م گا ہ کی عظمتو ں کی رفعت تک وہم کی بھی
رسائی نہیں ہے اگر چہکہ آپ کا قیام زمین اور آسمانوں خیمہ گاہ میں
زاں وجہ کہ دوری نتواں یافت بعقلت
ویں طرفہ کہ با اینہمہ نزدیک بمائی
(اس جہت سے کہ آپ دو ر ہیں آپ کو عقل کے
ذریعہ سے پایا نہیں جا سکتا، اور تعجب کی بات یہ ہے کہ

اس سب کچھ کے باوجود آپ ہم سے قریب ہیں)

بودے کہ بما ہست نشاں میدہد از تو
از ما نشدی دور کہ گوئیم کجائی

(آپ تھے کیوں کہ چاند آپ کا پتہ بتا رہا ہے، آپ ہم سے دور بھی نہیں ہوئے ، ہم کہتے ہیں آپ کہاں ہیں؟)

باز آؤ نگاہے بکن از لطف بر انوؔر
رفتی نہ چناں دور کزاں باز نیائی

(آپ واپس تشریف لائیں اور انوؔر پر مہربانی سے ایک نگاہ فرمائیں ، آپ اتنے دور تو نہیں گئے کہ وہاں سے واپس نہ آئیں گے)



وَلَہٗ

بجسم پاکیزہ تر زجانی بجاں چہ گویم کہ جانِ جانی
مرا چہ یارا کہ گویم آنی بروں زتخمین ھر گمانی

آپ کا جسم اطہر روح سے لطیف تر ہے، آپ کی روح کے بارے میں کیا کہو کیوں کہ آپ جانوں کی جان ہیں، میری کیا مجال کہ کہوں کہ آپ یہ ہیں آپ تو ہر گماں کے اندازے سے بر تر ہیں

کلیم مدہوش لن ترانی حبیب مامور من رانی
بمرتبہ فرق درمیانی از انست ظاہر چنانکہ دانی

حضرت موسیٰ کلیم اللہ علیہ السلام نے جب اللہ تعا لی کا
خطاب لن ترا نی سنا تو بیہوش ہو گئے لیکن اللہ تعالیٰ کے
محبوب پاک ﷺ کو اللہ تعالیٰ کے حکم ہوا کہ لوگوں کو
کہہ دیں من رانی فقد رای الحق جس نے مجھے دیکھا
اس نے رب تعالی کی قدرت کا شاہکار دیکھا، دونوں
حضرات کے مراتب کے درمیان فرق ظاہر ہے جیسا کہ تم جانتے ہو
بیک دم از لطفِ کبریائی جمیع افلاک طے نمائی
عجب تر آنکہ زعرش آئی بہ کاخِ وبینِ اُمہانی
ذات کبریا کی مہر بانی سے ایک لحظہ میں آپ نے تمام
آسمانوں کو طئے کر لیا اور اس سے بھی زیادہ تعجب کی
بات یہ ہے کہ عرش الٰہی سے اتر کر حضرت ام ہانی رضی اللہ تعا
لی عنہا کہ لکڑی کے بنے ہوئے مکان پر تشریف لے آئے
تو اولیں صنعِ کبریائی محمدیؐ زانکہ دل رُبائی
بہرچہ حمدت کنم سزائی کہ مبدأ امرِ کُن فکانی
آپ اللہ تعالیٰ کے پیدا فرمودہ اولین نور ہیں، اس کی حمد وثناء
بیان کرنے کے ساتھ ساتھ آپ اس کے محبوب بھی ہیں، میں
آپ کا جو وصف بھی بیان کروں آپ اس کے سزاوار ہیں کیو
ں کہ آپ کن فکان کے حکم کا آغاز ہیں
بہ کرسیٔ حق تو باشی آندم کہ نفسی نفسی بگوید آدم
تراچہ نسبت بود بہ عالم مگر پئے مصلحت ازانی
آپ اللہ تعالیٰ کی جانب سے عطا فرمودہ اعزاز واکرام کی

کرسی پر تشریف فرما ہوں گے جب کہ حضرت آدم علیہ السلام اس وقت نفسی نفسی پکار رہے ہونگے ،آپ کو عالم سے کیا نسبت ہے لیکن مصلحت کی خاطر آپ اس میں شامل ہیں

فلک حبابے زبحرِ جودت نمے بحار ازیم وجودت
جناں گل از گلشنِ نمودت تو اصلِ ایجادِ دو جہانی

آپ کے جود و سخا کے سمندر سے آسمان ایک حباب کی حیثیت رکھتا ہے ،آپ کے بحر سخاوت کی بدولت سمندروں میں نمی موجود ہے آپ کی شان وشوکت کے باغ سے جنت ایک پھول ہے، دونوں جہانوں کی تخلیق کی اصل آپ ہی ہیں

زمین و افلاک فرش راہت مقامِ محمود جائگاہت
ملائک و انس و جاں سپاہت تو در عوالم شہ شہانی

زمین اور ساتوں آسمان آپ کی راہ کا فرش ہیں اور مقام محمود پر آپ جلوہ گر ہونگے ،فرشتے انسان اور جن سب آپ کی فوج ہیں آپ تمام جہانوں میں سارے بادشاہوں کے بادشاہ ہیں

بکوئے تو اوفتادہ انوؔر زکار ماندہ بحال ابتر
بخش اے شاہِ بندہ پرور ہر آنچہ میخواہی میتوانی

یا رسول اللہ ! انوؔر آپ کے کوچے میں پڑا ہوا ہے وہ ناکارہ ہے اس کا حال بہت برا ہے، اے بندہ پرور شہنشاہ! آپ اس کے حق میں جو چاہیں اس کے کرنے پر قادر ہیں

وَلَہٗ

تشنہ کاماں در جوارِ آبِ حیواں آمدیم
پیشِ عیسیٰ استخوانے چند بیجاں آمدیم

ہم پیاسے لوگ آبِ حیوان کے پاس آئے ہیں، چند بے جان ہڈیاں بن کر گویا ہم حضرت عیسی علیہ السلام کے سامنے آئے ہیں

گرچہ از روزِ ازل خود زیرِ فرماں آمدیم
حالیا از فیضِ لطفت زیرِ داماں آمدیم

اگرچہ روزِ ازل سے ہم آپ کے حکم کے ماتحت ہیں لیکن اب آپ کی مہربانی کے فیض سے دامن کے نیچے آچکے ہیں

خواہ بخشی خواہ بکشی ما بصد شوق و ہرس
با امید و بیم تو خندان و گریاں آمدیم

آپ معاف فرمائیں یا قتل کریں ہم بے حد شوق اور بے حساب خوف کے ساتھ امید و بیم دلوں میں بسائے ہوئے روتے ہوئے ہنستے ہوئے آئے ہیں

ہر کسے رامی کشد میلش بخوبے در جہاں
ما بحمداللہ پیشِ شاہِ خوباں آمدیم

دنیا میں ہر کسی کو کسی محبوب سے محبت کھینچتی ہے، اللہ

تعالیٰ کا شکر ہے کہ ہم تمام حسینوں کے بادشاہ کے سامنے آئے ہیں

رحمتے بر حالِ زار ما کہ از دور و دراز
زیر بار معصیت افتاں و خیزاں آمدیم

یارسول اللہ! ہمارے حالِ زار پر کچھ کرم ہو کیوں کہ ہم دور دراز سے گناہوں کے بوجھ کے نیچے دبے ہوئے گرتے پڑتے حاضر ہوئے ہیں

شکر آں فارس کہ مارا کرد سوئی خود رواں
تابہ فیضِ ہمتش چوں گوبمیداں آیدیم

برمساکیں ہم نگاہے تاشود رفعِ علل
اے دوائے درد منداں بہرِ درماں آمدیم

ہم مسکینوں پر ایک نظرِ کرم فرمایئے تاکہ بیماریاں دور ہوں ،اے بیمار لوگوں کی دوا ہم علاج کے لئے آئے ہیں

در فراقت کارِ از ضبط بیروں رفتہ بود
بیخودانہ زیں بسبب چوں اشک غلطاں آمدیم

آپ کے فراق میں ہمارا کام ضبط سے باہر ہوگیا ہے اسی وجہ سے بے خودی کے حالت میں ہم آنسوں بہاتے ہوئے آئے ہیں

ماکجاؤ ذاتِ پاک تو کجا لیکن زد ور
ذرّہ آسا درہوائے شمس رقصاں آمدیم

ہم کہاں؟ آپ کی ذات پاک کہاں؟ لیکن ہم سورج کی خواہش میں ذرہ کے مانند رقص کرتے ہوئے آئے ہیں

سرخ رو آمد ہر آنکو در مدینہ آمد ست
انوؔرا از معصیت ہا ماپشیماں آمدیم

مدینہ منورہ میں جو آیا وہ کامیاب بن کر آیا ہے لیکن اے انوؔر! ہم بھی آئے لیکن پشیمان ہو کر آئے ہیں



وَلَہٗ

شکرِ ایزد کہ سرم بر درِ کاشانۂ تست
جانِ آتش زدۂ ہجر تو پروانۂ تست

خدائے تعالیٰ کا شکر ہے کہ میرا سر آپ ﷺ کے کاشانۂ اقدس کے دروازے پر پڑا ہے آپ ﷺ کے فراق سے میری جان کو آگ لگی ہوئی ہے اور وہ آپ ﷺ پر پروانہ بنی ہوئی ہے

دید تا روئے تو مدہوش فتا دست زمیں
رقص افلاک بیک جرعۂ پیمانہ تست

جب سے زمین نے آپ ﷺ کے رخِ انور کی زیارت کی ہے وہ مدہوش ہو کر گری ہوئی ہے آپ ﷺ کے پیالہ سے ایک گھونٹ پی کر آسمان مصروفِ رقص ہے

بارگاہت پُر از ارواح وملائک باشد

دخل کس نیست بجائیکہ نہاں خانۂ تست
آپ کی بارگاہ تو روحوں اور فرشتوں سے بھری ہوئی ہے
آپ کا نہاں خانہ جہاں ہیں وہاں کسی کا داخلہ ممکن نہیں
دلِ عشاق فقط حجلہ گہ یاد تو نیست
در عوالم ہمگی شہرۂ افسانہ تست
عاشقوں کے قلوب ہی آپ ﷺ کی یاد کے لئے مزین
چھپر کٹ نہیں ہیں تمام جہانوں میں آپ کی باتوں
شہرت پھیلی ہوئی ہے
رو کسے رانہ نمائی و دلش صید کنی
دلبری شیوۂ اندازِ جداگانۂ تست
آپ ﷺ کسی کو چہرہ دکھاتے نہیں لیکن نام
لیوا کے دل کو شکار فرما لیتے ہیں ، آپ ﷺ
کی وضع کا جداگانہ طریقہ ہے
عاشقا ہیچ مترس از سخن دانشمند
عقل خود حلقہ بگوشِ دل دیوانۂ تست
اے عاشق! کسی عقل مند کی باتوں سے کچھ خوف نہ کھا
کیوں کہ عقل تیرے دیوانے دل کی حلقہ بگوش غلام ہے
سدّ راہت نشو دجور حسود و ناصح
لطفِ حق پیش رو ہمت مردانۂ تست
کسی ناصح اور حاسد کا ظلم وستم تیرے رستے کی رکاوٹ
نہیں بن سکتا کیونکہ اللہ تعالیٰ کی مہربانی تیری مردانہ

ہمت کی خو د رہنما ئی کر نے والی ہے

دردِ مے قلعِ مرضہائے در و نیت شود
انورا کوئے مدینہ چو شفا خانۂ تست

اے انور! ایک لحظہ میں تیرے قلب کے امراض جڑ سے اکھڑ جا ئیں گے، جب کہ مدینہ طیبہ کا ہر گلی کو چہ تیرے لئے شفا خا نہ ہے

وَلَہٗ

یا الٰہی دل زدستم می برداین توئی کیست
ویں روا روہائے جانہائے عزیزاں سوئے کیست

یاالٰہی! یہ کس کی خوشبو ہے جو میرے دل کو میرے ہاتھ سے چھین رہی ہے اور حسینو ں کی جا نو ں کے رخ کس کی طر ف ہیں ؟

یا رب ایں آشوبِ صد شامِ غریباں موئی کیست
فتنۂ روز قیامت قامتِ دل جوئے کیست

یارب! یہ کس کے بال ہیں جو کئی شامِ غریباں کے لئے فتنہ بنے ہو ئے ہیں ، قیا مت کے دن کا فتنہ یہ کس کا دلربا قد ہے ؟

والضحیٰ راوجہ می یابی کہ قصد روی کیست

معنی واللیل میدانی کہ آں گیسوئے کیست

والضحیٰ کی توجیہ تم جانتے ہو کہ کس ہستی کے چہرۂ کا تعارُف ان الفاظ سے مقصود ہے؟اور والّیل کے معنوں کا تجھے علم ہے کہ اس لفظ سے کس مبارک ذات کے گیسوؤں کی تعریف کی گئی ہے ؟

کیست آنکہ روضۃ اش کرو بیاں راشد مطاف

سجدہ گاہِ آسمانہا برزمیں مشکوئے کیست

وہ روضۂ انور کس کا ہے جو فرشتوں کی طواف گاہ بنا ہوا ہے؟ کس ہستی کی قیام گاہ ہے جو زمین پر آسمانوں کی سجدہ گاہ قرار پائی ہے ؟

باکہ مانی اے قمرتا منظرت شد دلپذیر

ویں حکایت اے ہلال عید از ابروئے کیست

اے چاند! تو کس کے ہمراہ رہتا ہے جس کے باعث تیرا نظارہ دلکش ہے۔اے عید کے چاند! تو کس ہستی کے مبارک ابرو کی نقل ہے جو تو نے اپنا رکھی ہے؟

آنکہ خواندش رحمۃ للعٰلمین رب العلےٰ

سرِ معنی را ازاں در یاب تاہمخوئے کیست

وہ بابرکت ہستی جس کو اللہ تعالیٰ نے رحمۃ للعالمین کے جلیل القدر لقب سے یاد فرمایا ہے،اس لفظ کا معنی معلوم کرو تا کہ معلوم ہو کہ یہ کس کی عادتِ مبارکہ کا اظہار ہے ؟

ہرکہ می جوید احد گوئیش احمد راجوئے
تاکشاید بروے ایں معنیٰ کہ جست وجوئے کیست
جوکوئی نبی پاک کی لحدانور کی تلاش میں ہےاُسے کہوکہ حمد باری تعالیٰ کی تلاش کرو، جہاں حمد باری تعالی سب سے بڑھ کر ہوگی وہی لحد مبارک ہوگی تا کہ اس پر یہ حقیقت واضح ہو جائے کہ کسی کی تلاش کر رہا ہے؟

ناصحا گوئی کہ تسکین دل آوارہ کن
آنکہ دل گفتیش باشد لیک در قا بوئے کیست
اے نصیحت کرنے والے! تو کہتا ہے کہ پریشان دل کو اطمئنان دلاؤ جس کوتو دل کہہ رہا ہے ممکن ہے کہ یہ دل ہولیکن ذرا دیکھ توسہی یہ کس کے قابو میں ہے ؟
از فسردہ وضع تسکینِ دلم ہرگز مجوئے
از نفس ہر دم نمی دانی کہ ہائے ہوئے کیست
میری وضع افسردہ ہے اس کے ساتھ میرے دل کی تسکین کوتلاش نہ کر(کیونکہ افسردہ وضع کے ساتھ تسکینِ دل جمع نہیں ہوسکتی تجھے معلوم نہیں کہ)میری سانس جو شوروغوغا کررہی ہے کس کی وجہ سے کررہی ہے؟
درس گیرد ناعِتِ آں شہ استاد ازل
رتبہ اش ہرکس کجاد اند کہ ہم زانوئے کیست
وہ شاہ رسالت جس نے ازلی استاد (خدا) سے سبق

سیکھا ہےتو آپ کا رتبہ ہر کوئی کہاں جان سکتا ہے کہ آ پ نے کس کے آگے زانو تہ کئے ہیں

انورؔا قصدِ تقرب باسگِ کویش کنی
ہیچ میدانی کہ آں سگ پاسبانِ کوئے کیست

اے انورؔ! تو آپ ﷺ کے کوچہ کے سگ قرب کا حاصل کرنے کا ارادہ کرتا ہے (یہ چھوٹا منہ اور بڑی بات والا معاملہ ہے) کیا تجھے کچھ علم بھی ہے کہ یہ سگ کس با برکت ذات والا کے کوچے کا پاسبان ہے؟

وَلَهٗ

محتاجِ گدا جود کند اہلِ کرم را
از سکہ بود دام دل آویز درم را

یا رسول اللہ! آپ کے در اقدس کا منگتا اور محتاج دوسرے لوگوں پر سخاوت کرنے والے پر جود و کرم کرتا ہے، ٹھپہ سے دل کو لبھانے والے درہم کے کئی اقسام تیار ہو جاتے ہیں

از مہر فزا سعی کند ہم تگ کافور
خورشید بکف مشعلۂ نور ظلم را

سورج سے بھاگنے کی زیادہ کوشش کی جاتی ہےتو ہتھیلی میں خورشید، تاریکی کے لئے مشعلِ نور ہو جاتا ہے

کے جز بعرق ریزی اجرام تواں شد
آرائشِ انواعِ حلل خاک دژم را
سورج، اورستاروں کی مشقت کے بغیر جنتی حلوں کی
آراستگی کہاں ممکن ہو سکتی ہے
از فیضِ دل نطق سرا منبعِ الہام
منقارِ نواسنج بود چوب قلم را
الہام کے مرکز دل کی گفتگو کے فیض سے قلم کی لکڑی
نغمہ سنا نے والی چونچ (منہ) بن گئی
افراشت زپا مردیِ روح ملک اسپاہ
برخاک فتادہ تنِ افسردہ علم را
فرشتو ں کی روح کی مدد سے بلندی ملی رنجیدہ
علم نے جسم کو مٹی پر گرا دیا
اُستاد ازل محض پئے تربیت شاں
آردبہ دبستانِ وجود اہل عدم را
ازل صرف ان کی تر بیت کی خاطر کھڑا ہے تا کہ عدم
کے رہنے والو ں کو وجود کے مدرسے لیکر آئے
بنی طبق چرخ پر از انجم رخشاں
ہر صبح نثار یست چنیں خاک دژم را
تم دیکھتے ہو کہ درخشاں ستا رو ں سے آسمان کا
بھراہوا تھال ہر صبح کو ایسی غمگین اور
افسردہ خا ک پر نثار ہو تا ہے

خورشید پئے آنکہ دہد نور بسایہ
در راہِ تعقب نہ کند سُست قدم را
سورج اس غرض سے کہ سایہ کو نور عطا کرے پیچھے آنے کی راہ میں اپنے قدموں کو سست نہیں کرتا
در کام حسد نفس بصد حیلہ بریزد
بے من واذی لذات اصناف نعم را
نفس اپنا احسان جتائے بغیر جسم حلق میں کئی کئی حیلوں سے قسم قسم کی نعمتوں کی لذتیں ڈالتا ہے ۔
اگر طفل زمَادر سپرد راہِ تغافل
ازشیر بمہرش کند آمادہ سقم را
اگر بچہ ماں کے دودھ پینے سے غافل ہوکر راہ طے کرے ،یعنی کچھ عرصہ تک ماں کا دودھ نہ پئیے تو ماں محبت سے اس کو بیمار ہونے کے لئے تیار کردیتی ہے۔
روتا بدو ہم سر کشد از مہر مہ نو
لیک او بعطارہ ندہد کاہش و کم را
تم چلتے رہو تاکہ اس سے تمہارا چاند سورج سے آگے نکل جائے لیکن عطا رد کو کم نقصان نہ دیگا
زاں ساں کہ ز آرام گہش رحمتِ عالم
کردہ پئے بہبودِ جہاں رنجہ قدم را
اسی طرح رحمت عالم نے اپنی آرام گاہ سے دنیا کی بہتری کے لئے قدم رنجا فرمایا ہے



اے نیّرِ برجِ شرف اسرارِ قدم را
سو زندہ بیک دم زدن اضلال عدم را
اے اسرارقدم کی شرافت کے برج کے خورشید! آپ
عدم کی ظلمتوں کو سانس لینے کے وقت جلا دیتے ہیں
مہر شرفت را زشرف نیست ہبوطے
گو چند خساں قدر ندارند خدم را
آپ کی بزرگی کے آفتاب کے لئے بزرگی کے مقام سے
نزول نہیں ہے اگر چہ چند کمینے لوگ خدام کی قدر کونہیں پہچانتے
زاں ساں کہ محاق است بدزر و بفلک کاں
دائم کند انگشت نما بدرِ اَتم را
اس سے یہ اشارہ ہے کہ آسمان کا بدر کا گھٹنا ہمیشہ
بدرکامل کی انگشت نمائی کر تا ہے
سر باز بماند است کہ تابد وَثنی سر
زاں رو کہ براں سر بسجود است صنم را
سر پھرتا ہے تا کہ بت کا سر جھکے اسطرح اس پر بت خود
سجدہ میں جھک جا ئیگا
عزمت چو قمر زہرۂ شیراں بشگافد
اُنست برداز آہوئے وحشت زدہ رم را
چا ند کی طرح تیرے عزم نے شہروں کے پتہ میں

شگاف ڈالدی تو تیرے اُنس نے وحشت زدہ ہرن
نے اور وحشت پیدا کر دی

عشاق درت شاں نظر انداز نمایند
حوروں کہ بیارند بجلوہ خم و چم را
تیرے دور عاشق تو حوروں کے نازک اور
روشن جلوؤں کو نظر انداز کر دیتے ہیں

کیفِ عجبش رابدر آرد زتناہی
کمیکہ باضعاف رسیدہ زتو کم را
تیرے عجیب کیف کو مکمل کر کے در پر لاتا ہے
جو کمی میں کئی گناہ زیادہ کر دیا

طبعت چو شود ملتفتِ خاطر اصلاح
از تغذیہ چارہ نبود قوتِ سم را
تیری طبیعت جب اصلاح کے لئے مائل ہوئی تو زہر
کی قوت کو بھی کھلا دینے کے سوا کوئی تدبیر نہیں

زاں بحر سخایت کہ محیط است بعالم
نم سرزدہٴ ونام پدید آمدہ یم را
تیری سخاوت کے اس سمندر سے جو دنیا بھر کا
احاطہ کیا ہوا ہے فیضیاب کر دیا

آں روز کہ حق مسندِ اقبال تو آر است
افراشت پئے ظلگیش ہفت خیم را
اس دن کہ حق تعالی آپ کے اقبال کی مسند آراستہ کریگا

آپ کے سایہ کے بدولت ساتوں آسمانوں کو روشن کریگا

آں کیست کہ گوئی سبق از تو بر باید
گو طے بکند اشتر رقصاں رہ سم را

وہ کون ہے کہے اور تجھ سے سبق لے کر جائے اگرچہ
اونٹ آواز کے پیچھے رقص کرتا ہے

از فیض گدایان تو گرد و شہِ شاہاں
فقیروں کے فیض سے تو شہنشاہ بن گیا اور جمشید کی
مشند اور خاکی بستر کو برابر کر دیا

ہم پہلو خاک آنکہ کند مسند جم را
مدحے کہ زند دم باصابت زرہِ فخر

ایسی تعریف کرنا موجب فخر کو اور صحیح ہو تو وہ فکر نظر سے
دور پرچم کو بلند کر دے

از فکر و نظر دور بیفراشت علم را
واں مدح کہ نازند حریفان بادالیش

اور وہ تعریف کے جب دشمن بھی آپ کی ادا پر ناز کریں
تو آپ کی خدمت کی نسبت کی بھی یہی صورت ہے

نسبت بجناب تو شبیہ آمدہ ذم را
بر نعت نہ ہر خیرہ سرے چیرہ تواں شد

نعت کے معاملہ میں ہر بیہودہ اپنی برتری نہیں دکھا سکتا
اس فن کے میدان بڑے سخنور کا ٹٹو بھی نہیں چل سکتا

مُنطقِ نتواں کرد بفن جذرِ اصم را

پالغز رہت ایں نتواں رفت گراں سر
تیری راہ کی اس پہیلی کو کوئی ماہر بھی چل کر حل نہیں کر سکتا
سر با ز کو قدم ترا شنا ہی زیب دیتا ہے
زیبد کہ زسر باز تراشند قدم را
نے ہمچو کسانے کہ سپردند ہمیں راہ
نہ ہی کسی نے بھی یہ را ہ اختیا ر کی لیکن
فخر کے سر نے مجھے کھڑا کر دیا

لیکن زسرِ فخر عصا کردہ منم را
زاں رو کہ خطا سرزدہ زانہا بفزونی
اس لحاظ سے کہ بہت زیا دہ خطا ئیں سر زد ہو ں
اس جگہ ان کی زیا دتی پر شرمندگی ہو نے لگی
آنجا کہ خجالت بود افزونی یم را
بل از سر محویکہ زہستی بدر آرد
بلکہ سر محویت سے ہستی کے ساتھ جو باہر لا ئے تو اس پر
محض عدم ہی غا لب آجا ئے
دستے نبود نیز برآں محض عدم را
تا بیخود و باخود ہمہ تن نعت تواں شد
تا کہ بے خو د اور ہو شمند نعت کا پیکر ہو سکیں
اوراس کے پر تو سے اندھیرو ں کو انوار عطا کرے
وز پرتوش انوار دہد دست ظلم را

نعتت چویم و مدح سرائم ازاں نم
آپ کی نعت سمندر کی طرح ہے اور ہم مدح سرائی
کر کے اس سے فیضیاب ہوتے ہیں بے سرو پا ہونا
بھی فیضیاب ہونے کی صورت ہے
از بے سروپائی کہ بود صورت نم را
با فعلیت حسن نہی کارمن ار رہن
آپ کے حسن کی کارفرمائی کے سوا مجھے کوئی دوسرا کام
نہیں ہے مجھے اور یہ کام دیکر ایک تہلکہ مچا دیا
دادیم من و کار بہر تہلکہ ہم را
در نعت تو بافکر ردیف است خیالم
آپ کی نعت میں میرا خیال فکر کے ساتھ ردیف ہے
اور اسی طرح غم کو قافیہ کی طرح تلاش کرتا ہوں
زاں ساں کہ بجستم زپئے قافیہ غم را
آقا تو رہانی زغمِ فکر اُمم را
ورنہ چہ سروکار رہے راہچنیں کار
ورنہ اس راستہ پہ کس کام سے سروکار رہے
آقا !آپ امتوں کی فکرغم سے رہا فرما دیا
عمر یست کہ از عشق تو دم میزند انوؔر
قربانِ تو در کارکن ایں تیغ دو دم را
انوؔر کی تمام عمر ہے کہ آپ کے عشق میں گزری
اس دودھاری تلوار کو اسی کا میں آپ پر قربان کر دیجئے

وَلَہٗ

دل زلوثِ خاطرِ اغیار کلی پاک کن
آنگہاں معنئ قربت راز خود ادراک کن
غیروں کے خیال کی آلودگی سے دل کو بالکل پاک کر
دے اسی طرح اپنے سے قرب کے معنی کی سمجھ دے
رفت شب صبحِ سعادت دم زد از موی سپید
وقتِ صوم آمد زمیلِ ماسویٰ امساک کن
رات گزر گئی ،سعادت کی صبح سپیدی کے ساتھ طلوع
ہوئی روزہ کا وقت آیا، ماسوا سے ملنے کو روک دے
دیورا چیزی نما چیزی ملائک رابدہ
ہر دورا مشغول ساز و سیر بر افلاک کن
دیو کا کوئی چیز دکھا اور فرشتوں کو کوئی چیز دے
دونوں کو مشغول رکھ اور آسمانوں کی سیر کر
آفتابِ نورِ مطلق راعیاں بینی ولیک
یک دمی چوں صبح برخیز و گریباں چاک کن
نورمطلق کو آفتاب کو تو نے عیاں دیکھ لیا
لیکن فوراصبح روشن ہوتو گریباں کو چاک کر
برزمیں افگند از افلاک میل گندمت
ترک گندم گوئی و مسکن باز بر افلاک کن
گیھوں سے تیری رغبت نے آسمانوں سے زمین پر

ڈا لدیا گھیو ں کی با ت ترک کر اور پھر سے
آسما نو ں کو اپنا مسکن بنا لے
تا بعرش و فرش روداری تہ و بالادستی
ثم وجہ اللہ رایک رو شوو ادر اک کن
تا کہ عرش اور فرش پر نیچے اوپر تیری نظر رہے
اور جدھر دیکھو ادھر اللہ کا جلو ہ ہی نظر آ جا ئے
جسم خاشاک است و روحت چشمۂ آب حیات
آب را گر صاف خواہی دفع آں خاشاک کن
جسم کوڑا کر کٹ ہے اور تیری روح آب حیات کا
چشمہ ہے پانی کو صاف کر نا چا ہو تو تم اس
کو کو ڑا کر کٹ کو تو دور کر
گر نگاہِ اہلِ دل راصید می خواہی نمود
در دِل خود شوق راچوں دام زیر خاک کن
گر تو چا ہے اہل دل کی نگا ہ کا تو شکا ر بنے
تو اپنے دل کی خوا ہشا ت کو پا ما ل کر دے
انعکاسِ ماہرو یان ازل خواہی اگر
دل زرنگِ خاطر اغیار کلی پاک کن
اگر تو حسینا نِ ازل کا فیضان چا ہے تو دل کو غیر کے خیال
سے با لکل پا ک کر دے
برسر افرازاں نگاہ لطفِ تو خود دائمست
یک نظر بر بندہ ات ہم صاحب لولاک کن

سرفرازو ں پر تیری نگاہ کرم تو ہمیشہ سے ہے
تیرے بندے پر بھی ایک نظر ڈالا اور صاحب لولاک کر دے
پائے بند خود خود است انوؔر می ناید ازو
صید بستہ راہگیر و زمنیت فتراک کن
اے انوؔر اپنے پاؤں کو خود ہی باندھ لیا جسے نکال پھینکنا

ممکن نہیں باندھے ہوئے شکار اس شکار کو لے
اور شکا ر بند کی زینت بنا دے



وَلَہٗ

خوشتر آں بودے کہ جانم بفدایت رفتے
مردمِ دیدہ بسر تا سرِ پایت رفتے
یہ بڑی خوشی کی بات ہوگی کہ میری جان تجھ پر فدا ہو جائے
دیکھنے والا شخص تیرے قدم تک سر سے چلتا جائے
سرد مہریست کزو کار من انجام نیافت
کاشکے برسر منِ تیغ جفایت رفتے
یہ کیا سرد مہری ہے کہ میرا کام انجام کو نہیں پہنچتا کاش
کہ میرے سر پر تیری جفا کی تلوار چل جائے

در کفم آمدے سر خطّ بقائے جاوید
عمر گر در پئے آں زلفِ دو تایت رفتے

میری ہتھیلی میں بقائے جاوید کا پروانہ آجائے اگر تیری اس جلف دوتا کے ساتھ عمر گزر جائے

جلوہ پالودے اگر محمل نازت بارے
عالمے مست پئے بانگ درایت رفتے

صاف جلوہ اگر تیرے محمل ناز پر پڑ جائے تو عالم تمام بانگ درا کے لئے مست ہو جائے

اگر تو میخواندی بکوئے تو گہے انوؔر را
از خود آں شیفتۂ بے سروپایت رفتے

اگر تو نے کبھی انوؔر کو تیرے کوچہ نے پایا تو وہ شیدائی اپنی ہی سے تیرے سرو پا کے بغیر چلے جائے



وَلَہٗ

حبّذا اے چشم کز تو دید نیہا دیدہ ام
مرحبا اے گوش کز تو مژدہا بشنیدہ ام

اے آنکھ تو کتنی اچھی ہے کیوں کہ میں نے تجھ سے بہت سی قابلِ دید اشیاء دیکھیں ہیں ۔ اے کان ! تو

بہت اچھا ہے کیوں کہ میں نے تجھ سے
بہت سی بشارتیں سُنی ہیں

اے نگاہم تا بطوف گنبد خضراستی
دل بصد جانست مصروفِ طواف دیدہ ام

اے میری نگاہ! جب تو گنبدِ خضراء کے طواف میں مشغول رہتی ہے میں نے دیکھا ہے کہ میرا دل سو جانوں کے ساتھ تیرے طواف میں رہتا ہے۔

اے مشامم جملہ اجزائے دماغم محو تست
بُوئے انس از خاک پاک پائے تو بوئیدہ ام

اے میری ناک! میرے دماغ کے تمام اجزاء تجھ پر عاشق اور فریفتہ ہیں جب سے کہ میں نے اپنے محبوب کے قدموں کی خاک سے محبت کی خوشبو تجھ سے سونگھی ہے۔

اے دل رہبر فدایت باد سرتاپائے من
کز طیفہ لت دیدہ ام لطفیکہ اینجا دیدہ ام

اے رہنمائی کرنے والے دل! میرا سر سے لے کر پاؤں تک سارا جسم تجھ پر قربان ہو کہ یہاں جو مہربانیاں میں نے دیکھیں تیرے طفیل ہی دیکھی ہیں

از سرِ ذوق مسرت جاں بلا گردانِ اوست
تا بریں در گہ فرود آمد سر شوریدہ ام

ذوقِ مسرت کے سر سے جان اسکے لئے بے تاب ہے

تا کہ اس در پر میر پریشاں سر خم کرتا رہوں

از پئے بوسہ لبم خم میشود برپائے من

زانکہ از سعیش رسید اینجا تنِ کاہیدہ ام

میرے پاؤں پر میرے لب بوسہ کے لئے خم ہو رہے ہیں کیوں کہ اُن کی کوششوں سے یہاں پہنچنے کے لئے میں نے اپنے جسم کو تھکا یا ہے۔

خندہ ام باد افدائے مقدمت اے گریہ ام

زاب یاریِ تو من برخویشتن بالیدہ ام

اے میری گریہ وزاری! میرا ہنسنا تجھ پر قربان تیرے پانی برسانے کی بدولت میں اپنے قد میں اُونچا ہو گیا ہوں۔

قامتم گشتہ دوتا از بارِ احسانِ سرم

جبہہ راتا برسرِ خاک درش سایدہ ام

میرے سر کے احسان کے وزن سے میرا قد دوگنا ہو گیا پیشانی کو اسکے در کی خاک پر رگڑتا ہوں

ہست ممنونت سراپایم کہ از تو بردرش

ایستادم با ادب اے قامت بگزیدہ ام

میری روتی آنکھ تیرا شکر کس طرح ادا کر سکے اے منہ! تیرے باعث اس جگہ کو میں خوش اور ہنستا ہوا ہوں

کے تواند چشم گریا نم ادائے شکر تو

اے دہاں اینجا بتومن شادماں خندیدہ ام

اے میرے لبو! میری جان تمہارے احسان کی مرہون

ہے تمہارے فیض سے کسطرح آستانہ کو بوسیدہ کرتا ہوں

اے لبانم جانِ من مرہونِ احسان شماست
ہست از فیضِ شما کیں عتبہ را بوسیدہ ام

میری آنکھیں تیرے قدموں کے لئے مختص ہیں اے
میرے یا ر کے خیا ل کہ تو بیدا ر بخت ہوا ،
میں کئی دنو ں سے سو رہا ہو ں

چشمِ من صرفِ قد و مت اے خیال یارِ من
کز تو شد بیدار بختِ روزہا خوابیدہ ام

لوگ میری آنکھ کو میرے ہاتھ سے جا ن کا ممنو ن
بناتے ہیں یار کی گلی کا غبار اپنے چہرہ پر مل لیتے ہیں

مردم چشم زدست من بجاں منت کش اند
گرد کوئے یار تا بر رُوئے شاں مالیدہ ام

حال یہ ہے کہ خود کو اپنا ہو کر خود کا فدا ہونا چاہئے ایک مدت
سے تلاش میں ہوں اس کے لائق کوئی چیز نہیں پا تا ہوں

خود فدائے خود شوم انؔور کہ مانم خود بجائے
حالیا خود خویش می باید فدائے خود شدن
لائقش چیزے ندیدم مدتے کوشیدہ ام
خود فدائے خود شوم انؔور کہ مانم خود بجائے
سخت حیراں بودہ ام از حالتِ پیچیدہ ام

اے انؔور! میں خود اپنا فدا ہوا ہوں تا کہ جگہ پر خود رہوں
اس پیچیدہ حا لت سے سخت حیرا ن ہو گیا ہو ں

وَلَہٗ

الٰہی آنکہ نامش را بنامِ خویش ضم کردی
مرا سویش نمودی رہ چہا برمن کرم کردی
اے اللہ ! اس کے نام کو اپنے کے ساتھ ضم کر دے
مجھے اس کی را ہ دکھا دے اور مجھ پر کرم کر دے
جزاک اللہ خیراً گر جفا کردی ستم کردی
ہزاراں جور بر عشاق کردی باز کم کردی
تجھے اللہ جزاء خیر دے اگر تو نے ظلم وستم کیا تو نے عاشقوں
پر ہزا ر ظلم کی پھر بھی کم کیئے
ہلال ایں خم کہ میداری بدیں حس ازچہ رو باشد
مگر ابروئے یارم دیدۂ تا پُشت خم کردی
اے چا ند ! تجھ میں جو خم ہے اس حسن سے تیرا رخ
کیا خوب ہو گیا ہے مگر میرے یار کے ابرو کو دیکھ تو تو
(شرم کے ما رے) اپنی پشت جھکا دیگا
دلا تسلیمِ زلفے شو کہ صد چین ست تسخیرش
سراپا آہوت خوانم اگر زیں دام رم کردی
اے دل زلف کا شیدائی ہو جا کہ اس کی محبت صد آرام ہے
سراپا تیرے عیب گناؤں اگر اس دام سے خوف کروں
بیک تیرنگاہت یافت تسکینی زبیتابی
ہزاراں لطف و احساں بر دل بیچارہ ام کردی

تیری یک نگاہ سے بے تابی کو تسکین نصیب ہوئی

کہ مجھ بیچارہ کے دل پر تو نے ہزاروں لطف واحسان کردیئے

زتیغِ ابروت قطع تعلق سخت دشوارست

نہ پیچم سر سرِ مو گر جدا از تن سرم کردی

تیری ابرو کی تلوار سے تعلق توڑنا سخت دشوار ہے

بال برابر بھی نہ تڑپوں گا اگر تو نے تن کو سر سے جدا کردیا

رواں تا ساحلِ مقصود کردی کشتئ عمرم

نگاہِ لطف و احسان برمن اے چشم ترم کردی

میری عمر کی کشتی ساحل مقصود تک پہنچا جائے اے

میری چشم تر مجھ پر تو لطف واحسان ایک نگاہ ڈالدے

بشادی میتواں مردن بکوئے یار اے انوؔر

نباشی لائق ایں بارگہ گر چشم نم کردی

اے انوؔر! یار کی گلی میں خوشی سے مرنے کی کوشش کر

تو اس بارگاہ کے لائق نہ ہوگا اگر تو نے آنکھ تر کر لی



وَلَهٗ

آفتابا آفتابی بایدت
روزِ روشن بے نقابی بایدت
اے آفتاب! تجھے ایک آفتاب چاہئے
تجھے بے نقاب روشن دن چاہے
گرز تو خفاش می سوزد چہ باک
از کہ شرمت بے حجابی بایدت
اگر تجھ سے چمگاڈر جلے تو کیا ڈر ہے کہ
تیری شرم سے تجھے بے حجابی چاہئے
در مقامِ عشق استقلال کو
عاشقا کار شتابی بایدت
عشق کے مقام میں استقلال کے لئے اے عا
شق! تجھے تیزی سے کام کر لینا چاہئے
مدتے مصروف ماندی درکتاب
ایں زماں روئے کتابی بایدت
ایک مدت سے کتاب میں مصروف رہا
اس وقت تجھے کتاب کا چہرہ چاہئے
مقتضائے عقل باشد خان و ماں
عاشقا خانہ خرابی بایدت
عقل کا تقاضا ہے کہ مال واسباب ہو

اے عاشق !تجھے خانہ خرابی چاہیے

لائقت اکسیر نبود انورؔا

خاک پائے بُوترابی بایدت

اے انورؔ! تیرے لائق اکسیر نہیں نہ ہو

گی تجھے تو بوتراب (حضرت علیؓ) کے

پاؤں خاک چاہیے

آتشے در خاکدانِ خویش زن

وز ہوا دائم دل آبی بایدت

اپنے خاکدان میں آگ لگادے تجھے

ہواسے ہمیشہ دل کی تازگی چاہیے



وَلَہٗ

دربارگہش و ہم و خرد را گزرے نیست

ویں طرفہ کہ محروم ز رویش بصرے نیست

اس کی بارگا میں وہم اور عقل کا گذر نہیں ہے اور اس پر

حیرت کی بات یہ ہے کہ اس کے دیدار سے آنکھ محروم نہیں ہے

از جلوۂ جانانہ کہ چون ست چہ پرسی

مدہوش چنانیم کہ از خود خبرے نیست

یہ مت پوچھو کہ محبوب کے جلوے نے کیا کر دیا ہے
ہم اس قدر مدہوش ہو گئے ہیں کہ خود کو اپنی خبر نہیں ہے

اے آنکہ بُروں آمدی از بہرِ تماشا
بے پردہ تو بخرام کہ اینجا دگرے نیست

اے وہ کہ تماشے کے بہانے باہر آ جا، تو نزاکت سے بے
پردہ ہو کر آہستہ آہستہ چل کہ اس جگہ کوئی غیر نہیں ہے

چوں شمع سفر کن کہ فروغے بکف آری
ویں قطع بیاباں و کہستاں سفرے نیست

جب شمع سفر کرتا کہ روشنی ہاتھ آئے اور جنگل و کوہستا
ن سے یہ دوری سفر نہیں ہے

پیدا نشدہ ہیچ اثر زآہِ شرر بار
چوں نخلِ چراغاں کہ مر اور اثمرے نیست

چنگاری بھری آہ سے کوئی اثر نہ ہوا
جبکہ چراغوں کا نتیجہ اس کیلئے ثمر آور نہیں ہے

ناصح ببریم از کہ بیندیش کہ جزیار
در دیدۂ عشاق دگر جلوہ گرے نیست

اے ناصح! یہ جان لے کہ یار کے خیال کے سوا
عاشقوں کی نظر میں کوئی دوسرا جلوہ نہیں ہے

در راہِ طلب غارت و خوں ریز بود لیک
آنرا کہ بود بستۂ زلفے خطرے نیست

راہِ طلب نے برباد اور زخمی ہوا لیکن جو زلف
کا گرفتار رہے اسے کوئی خوف نہیں ہے

عاشق چو خلیل است بآفتکدۂ دہر
بنشستہ بکانون وز آتش اثرے نیست
عاشق اگر دنیا کے آفت کدہ میں خلیل جیسا ہے پھر
انگیٹھی پر بیٹھے تو بھی اس پر آگ کا کوئی اثر نہیں ہے
چوں سایہ من تیرہ زرُویت شدہ انوؔر
باآنکہ دریں انجمن از من بترے نیست
اے انوؔر جو میرا سایہ تیرے دیدار سے محروم ہو جائے تو
پھراس انجمن میں مجھ سے بڑھ کر نکما کوئی نہیں ہے



از ناوکِ مژگانت گر زنیم
وزحیلۂ و چارہ رہا کنیم
اگر تیری پلکوں کی تیر سے ہم نے مارا
اور حیلہ و تدبیر سے ہم نے آزاد کیا
از عمر خضر خوشتر بود ایں
کز دستِ خودت گردن زنیم
خضر کی عمر سے تو بہتر یہی تھا
کہ خود تیرے ہاتھ سے گردن مارتے
تاپات فتد بدیدۂ من

از سر بروِد ما و منیم
جب میری آنکھ میں پات گر جائے
ہم اور ہمارا محاسب سر سے چلنے لگیں
یک جلوہ ازانِ قدِ موزوں
کوتاہ کند افزودنیم
اس موزوں قد کا ایک جلوہ ہماری
زیادتی میں کمی کردے
انوؔر بخرامش محو شود
اشکالِ خطوط منحنیم
اے انوؔر! اسکے خرام میں محو ہوگیا
ہم نے خطوط کی شکلوں میں منحنی کردیا
چشمان و دل و ہوش و ہوسم
بستند کمر براہ زنیم
میری آنکھیں، دل، ہوش اور ہوس
کو کمر بستہ کرکے ہم نے راہ اختیار کی
از شربتِ دیدارت جاناں
یک جرعہ بدہ در جاں کنیم
اے محبوب! تیرے دیدار کے شربت کا
ایک گھونٹ دیدے کہ ہم جان دے رہے ہیں

O-O-O

وَلَـهٗ

قدر اگر دلا قدرے بہ پیشت قدر بود ستے
یقیں میداں کہ کارت شکر جائے صبر بود ستے
اے دل! تھوڑی سی قدر کرے تو تیرے سامنے قدر ہو جائے
یقین کر کہ تیرا کام صبر کے بجائے شکر ہو جائے
گرت یکساں شدے تحسین و توہیں آفریں نفریں
ہر آئینہ ترا زیبا مقامِ جبر بود سے
اگر تجھے تحسین و توہین اور آفرین و نفریں
برابر ہوں تو تجھے ہر صورت میں جبر کا مقام زیبا ہو جائے
نگاہت در فضائے لامکاں گر بال بکشودے
بچشمت آسمانہا تنگ تراز قبر بود ستے
تیری نگاہ فضائے لامکاں میں اگر پڑ جائے
تو تیری آنکھ سے آسمان قبر سے زیادہ تنگ ہو جائیں
ریاض سینۂ گلگونِ عاشق را اگر دیدے
زحسرت چشمہائے خلق اشکِ ابر بود ستے
اگر تو عاشق کے سرخ سینہ کا گلزار دیکھے
تو خلق کی آنکھوں کی حسرت سے ابر کے آنسوں برسیں

گر از کردار پنہا نیش واقف می شدی انوؔر
بہ پیشت نفس بدخو را مقام گبر بود ستے
اے انوؔر! اگر تو اُس کے پوشیدہ کردار سے واقف ہو جائے
تو تیرے سامنے بدخو نفس کو پرستش کا مقام دیدے



وَلَہٗ

عیش دو جہاں ہیچ نیرزد بغمِ او
خوشتر زوفا آمدہ جور و ستم او
دو جہاں کا عیش اس کے غم پر کوئی اثر نہیں ڈالتا
بڑی خوشی کی بات ہے کہ وفا سے اسکا ظلم و ستم ظاہر ہوا
آثارِ قدم ہست پدید از قدمِ او
زندہ شدہ انفاس مسیحا بدم او
اس کے قدم سے قِدم کے نشان واضح ہوگئے
اس کے پھونکنے سے مسیحا کی سانسیں زندہ ہوگئیں
واعظ چو دلِ خود مکنش تنگ خدارا
عام است بایجاد صلائے کرم او
ائے واعظ! اپنے دل کو خدا کیلئے تنگ نہ کر
اس کے کرم کی آواز تو عام پائی جاتی ہے

آسودہ دلاں راطرب و عیش مبارک
شاد ست دِل سینہ فگاراں زغمِ او
خوشحال لوگوں کو خوشی اور عیش مبارک ہو
زخمی سینوں کے دل تو اس کے غم سے شاد ہے
آں رامنِ بیخود زخود از دست ندادم
بربود دلم راکشش دم بدم او
میں بیخود ہوں اس کو میں نے خود سے ہاتھ نہیں دیا
میرے دل کو اس کی دم بدم کشش نے اپنا بنالیا
آنکش سر عجز است چو خاتم بدرِ تو
شد راست و آراستہ نقش دژم او
اس کی علامت تیرے در پر خاتم جیسا سرِ عجز ہے
جو راست اور آراستہ اس کا نقش ہے
جز عجز ندارد کہ کند پیش کش انوؔر
بر رحمت خود بیں منگر بیش و کم او
انوؔر کے پاس عاجزی کے سوا کچھ نہیں کہ پیش کر سکے
اپنی رحمت کو دیکھ اور اس میں کمی و زیادتی کا لحاظ نہ کر



وَلَہٗ

او بصد ناز و ادا در جلوہ پنہاں ریختن
عاشقاں را فاش خوں از چشم گریاں ریختن
سو ناز اور ادا کے ساتھ تو جلوہ میں چھپا بیٹھا ہے
عاشقوں کی روتی آنکھوں سے علانیہ خون گرتا ہے
در نثارِ مقدم عشقش بخلوت گاہِ دل
اشک خونی می سزد با روئے خنداں ریختن
دل کی خلوت گاہ میں اس کی عشق کی آمد پر نثار
ہستے چہرے سے خون کے آنسوں نکل کر گر رہے ہیں
رہ روِ سرگشتہ را سَر منزلِ مقصود ہاست
در فضائے خود سریہا بالِ جولاں ریختن
پریشان راہی کا مقصد منزل سر کرنا ہے
خود سری کی فضا میں منچلے بچے پڑے ہوئے ہیں
تیرہ بختی بردن ست از ہستی موہوم خویش
سایہ وش خود رابہ پیشِ شمس تاباں ریختن
موہوم ہستی سے خود کو خود کو لیجانا
اور سائے کی طرح خود کو روشن سورج کے سامنے ڈالنا بد قسمتی ہے

کے پسند و طبع غیرت خو بدستِ خویشتن
آبروئے خویش رادر پیش دوناں ریختن
اپنے ہاتھ میں غیرت کی عادت و طبیعت
اور اپنی آبرو کو رسوائی کے سامنے ڈالنا کیسے پسند ہو
در تجرد انوؔرا ثابت قدم نتواں شدن
جز بساز و برگ خود از شاخِ امکاں ریختن
اے انوؔر! تجرد میں ثابت قدم ہونا اپنے ہی پتہ کو
امکاں کی شاخ سے توڑنے کے سوا ممکن نہیں



وَلَہٗ

خیرہ مشو اے چشم بدیدارِ خدارا
پُر دل مکن آں عشوہ گرِ جلوہ نما را
اے آنکھ! خدا کے دیدار سے حیران نہ ہوجا
اس جلوہ دیکھنے والے کے ناز وانداز سے دل کو پُر نہ کرلے
ہر کس کہ بود روبہ بقا در رہِ تحقیق
انداخت پسِ پشت خود آسیبِ فنارا
جو کوئی تحقیق کی راہ میں بقا کا سامنا کرے

وہ فنا کے آسیب کو اپنی پشت کے پیچھے ڈالدیا

بیماری عشق ست طبیبا زبَرم خیز
بس تجربہ کردیم دوا را و دُعارا

اے طبیب! عشق کی بیماری بڑی توجہ طلب ہے
ہم دوا کا اور دعا کا صرف تجربہ کررہے ہیں

کے در وطن آسودہ دلاں راست میسر
ذوقے کہ دہد خار رہت آبلہ پارا

جو وطن میں آرام سے گزار رہے ہیں انہیں وہ ذوق
کیسے میسر ہو جو آبلہ والے پاؤں کو تیرے راستہ کا کانٹا دیتا ہے

ایں روئے من و آں شرف اندوزئی پایش
چشمم نہ سزد سرمۂ خاکِ کف پارا

یہ میرا چہرہ اور وہ اُس کے پاؤں کا دیا ہوا شرف ہے
میری آنکھ نے پاؤں کے تلوے کو خاک کا سرمہ نہیں لگایا

گر سنگ دلی رَوبرِ صنعت گرِ خوبے
کاشکال ترا شند چو از موم زخارا

کسی خوبی کے صانع سے اگر سنگ دلی کی جائے
تو وہ سخت پتھر میں موم سے بت تراشنے کی طرح ہے

چوں بسمل خود سر تو پر افشانی چہ دانی
آسائش و تسکینِ دِل اہل فنا را

ایک خود سر بسمل کی طرح تو پُر افشانی کیا جانے
کہ اہل فنا کے دل کا آرام اور تسکین کیا ہے

واعظ زسرِ منبرِ خود خیز بہ عزلت
دیدیم دریں دور فروغست خِفارا
واعظ نے خود اپنے منبر سے خلوت پسند کیا
ہم دیکھ رہے ہیں اس دور میں پوشیدگی کو فروغ دیا جارہا ہے



مثنوی

اے سفر کردگانِ راہِ عدم
وے تفرج کنانِ ملک قدم
اے عدم کی طرف سفر کرنے والو!
اور اے قدیم ملک سے دل لگانے والو!
دے زخود رفتگانِ عالم وہم
دور تر از جہانِ و اژوں فہم
اور اے وہم کی دنیا سے بے خبر ہونے والو!
کم فہمی کی دنیا سے زیادہ دور ہو
متبریٰ ز تہمت ہستی
مترفع ز نشاء مستی
ہستی کی تہمت سے آزاد
اور مستی کے نشہ سے دور ہو

بعد گشتگانِ محوِ وجود
نام باقی و خود چوجاں مفقود
وجود میں محو رہ کر عدم کی تلاش کرنے والو!
نام باقی ہے اور خود جیسے بے جان ہے
در صدگاہ قبر بنشستہ
دل باسرار آسماں بستہ
دیکھ بھال کی جگہ قبر میں بیٹھے ہوئے
دل آسمان کے اسرار میں بندھے ہوئے ہیں
برزمین وز جن و انس نہاں
بر فلک لیک از ملک پنہاں
زمین پر اور جن و انسان سے پوشیدہ
لیکن آسمان پر فرشتوں سے چھپے ہوئے ہو
مازغفلت بخواب در شبِ تار
صبح فردا نمود تاں بیدار
ہم تاریک رات میں خواب غفلت سے
کل صبح بیدار ہوکر ظاہر ہوں گے
اُنچہ بنیم ما بخواب و خیال
بشما جملہ گشتہ نقدِ حال
ہم نے خواب و خیال میں جو کچھ دیکھا
تم میں وہ سب ہوبہو گذرا
نرسد وہم ما بجائے شما

فکر ماشد عقال عقلِ رسا
ہم کو تمہاری جگہ کے بارے میں وہم نہیں پہنچا
ہماری فکر، عقل رسا سے بندھی رسی ہو گئی
ماہماں ساں بآب و خاک کثیف
حبّذ ہمچو جاں شُدید لطیف
ہم تمام پانی اور کثیف مٹی کے باعث
خوشی کی بات ہے کہ جان لطیف بن گئی
دور بینید لیک بے زیں چشم
آنکہ باشد زخون و لحم و شحم
دور تک دیکھے لیکن غیر موزوں آنکھ
جو خون، گوشت اور چربی سے مرکب ہے
گوش دارید لیک تراعصاب
نیست بندِ ہوا شہیدِ خطاب
کان رکھتے ہیں لیکن اعصاب تر ہیں
خواہش کے غلام نہیں، خطاب کے گواہ ہیں
گرچہ از ما بعید تر گشتید
لیک نزدیک تر بجاں ہستید
اگرچہ وہ ہم سے بہت دور ہوتے ہیں
لیکن جان سے زیادہ قریب رہتے ہیں
میغ شدہ منکشف زماہِ شما
منکسف ہمچنان ست ماہِ ما

جس طرح تمہارا چاند بظاہر سیاہ ہوا
اسی طرح ہمارا چاند بھی روشن ہوا ہے
گشت ذوقِ شما لذائذ جاں
ماچو گل خوار گاں بذوقِ ناں
تمہارا ذوق جان کی لذتوں میں ہے
اور ہم کو کینچوؤں کی طرح روٹی کا ذوق ہے
شد رجوعِ شما بہ ملکِ خویش
ما بغربت فتادگاں دلِ ریش
تم تو اپنے ہی ملک سے رجوع ہوئے
ہم بحالتِ سفر زخمی دل رکھتے ہیں
از پُلِ ہولناک بگذشتید
از خطر ہائے راہ وا رستید
خوفناک پُل سے گذرے
راستہ کے خطرات کا سامنا کیا
یاد باد آں فضائے تنگ قفس
کہ دراں پرنمی کشاد نفس
اس تنگ قفس کی فضا یاد آتی ہے
کہ جہاں نفس اپنے پر نہیں کھول سکتا تھا
وآں فتادن بدامِ ناپیدا
باہمہ حزم و خوفنا کیہا

اور ناپید جال میں
تمام احتیاط اوراور خوفنا کیوں کے ساتھ اس کا گرنا
واں طپیدن بزار ونالیہا
واں فسردن زبے منالیہا
اور روتے ہوئے اور نالے کرتے ہوئے
وہ بیقرار ہونا اور بے اسباب لوگوں پر وہ رنج کرنا
وزطپیدن شکستنِ پر و بال
واں سکوں از کمال اضمحلال
اور بال و پر کے ٹوٹ جانے پر تڑپنا
اور بے انتہا رنج سے وہ سکوں ملنا
واں طپشہا زبیقراری دل
واں دمِ سردِ انبساط گسل
اوردل کی بیقراری سے دل کی وہ تڑپ
اورسستی کی خوشی کی وہ طویل گھڑی
واں بہ پہلوئی نفس گُر بہ لباس
جائے باش اندر امتحان و ہراس
اور بلی صفت نفس کا وہ پہلو
امتحان اور خوف میں وہ رہنے کی جگہ
واں زبہر خلاص جوشیدن
ہمچو بسمل برقص کوشیدن

اور رہائی کیلئے وہ جوش میں آنا
بسمل کی طرح رقص کرنے کی کوشش کرنا
گشتنِ جاں نہاں بہ پردۂ اسم
از صعوباتِ سفلگیِ جسم
نام کے پردہ میں چھپی جان کا پھرنا
مصیبتوں کے سب جسم کا خبیث ہونا
واں کہ می کرد آسمان و زمیں
تہ و بالا بنائے فہم و یقیں
اورفہم و یقیں کی بنیاد پر
آسمان و زمین کا وہ تہہ و بالا کرنا
صولت و طمطراق کثرت ہا
می شکستے خیالِ وحدت را
کثرت کی ہیبت و شوکت نے
وحدت کے خیال کو توڑدیا
واں سکونت بہ پہلوِ اعدا
ہریکے ہمچو شیر پنجہ کشا
اوردشمنوں کےساتھ رہتے ہوئے ہرایک کا
شیر کی طرح وہ پنجہ سے شکار کرنا



وَلَہٗ

فگن صیدے بداں مفگن مر اور را رائگاں ہر دم
بود در صدر تو تیرے کشیدہ در کماں ہر دم
شکار ڈالتے وقت جانو کہ ہر دم اسے بیکار مت ڈالو
کیونکہ ہردم تیرے مقام پر کمان میں تانا ہوا ایک تیر رہے گا
زمہجوریش می جو شد زباں شکل فغاں ہر دم
چناں کز ہجر دریا موج می دارد فغاں ہر دم
اس کی جدائی سے ہر دم زباں سے فغاں اٹھتی ہے
چنانچہ دریا سے جدائی پر موج بھی ہردم فغاں بلند کرتی ہے
پئے تحصیل این و آں نفس دائم چہ میسوزی
دمے باشد مدار زندگی واں ہم رواں ہر دم
یہ اور وہ حاصل کرنے کی خاطر وہ سانس ہمیشہ کیا چلا کرتی ہے
ہر دم سانس ہی کے جاری رہنے پر زندگی کا دار و مدار ہے
پئے قطع تعلقہائے جسمانی و روحانی
نفس بر فرقِ دل جاریست گوئی ارّہ ساں ہر دم
جسمانی و روحانی تعلقات کو توڑ دینے کی غرض سے سانس کا
آرہ دل کے اوپر ہر دم چلتا رہتا ہے
دمادم می ربابد دل زہر سو عشوۂ نازش
بود در سینۂ ماہائے و ہوئے دم ازاں ہر دم
دم بدم اس کی ناز بھری ادا پر ہر طرف دیوانہ ہو جاتا ہے

ہمارے سینہ کے اندر ہر دم، دم ہو ہو کرتا رہتا ہے

اگر آسائش ہوا دارد کسے درِ عالمِ فانی
نفس وارش بروں باید شدن از جسم و جاں ہر دم

اگر کوئی عالم فانی میں آرام کی خواہش رکھتا ہے تو
سانس کو چاہیئے کہ ہر دم جان، جسم سے باہر آجائے

دمادم چیرہ میگردد عدم بربودِ نابودت
نفس دم میزند باتو ازیں راز نہاں ہر دم

دم بدم تیرے ہونے اور نہ ہونے پر عدم زور لگاتا ہے
سانس تیرے ساتھ اسی پوشیدہ راز کا دم ہر دم بھرتا ہے

شود ہر دم جہاں معدوم و بازش ہست میازند
بداں ساں کز نفس پیدا بود ایں کن فکاں ہر دم

ہر جہاں معدوم ہوتا ہے اور اس کے بعد پھر وجود میں آتا ہے
سمجھ لے کہ اس طرح ہر سانس سے ہر دم کُن فکاں کا یہ معاملہ پیدا ہوا کرتا ہے

اگر سرگرم جولاں درفنائے خویشتن باشی
بود مانند انفاسِ مہاں صدرت مکاں ہر دم

اگر گردش اپنی ہی فنا میں سرگرم رہتی ہے تو تیری
بزرگ سانسیں ہر دم تیرے صدر مقام ہیں

دلا از خویشتن دم میزنی دائم بہر کارت
مکدّر می شود آئینہ وش زاں قلب و جاں ہر دم

اے دل! تیرے ہر کام کے لئے اپنے ہی سے دم بھرا کرتا ہے
جس کے باعث قلب و جاں کا آئینہ ہر دم میلا ہوتا ہے

گرفتیم از دبستانِ ازل ہر فن و لیک ایندم
دہد نفسِ نفس شو مے دم اندر امتحاں ہر دم
ازل کے دبستاں سے ہر فن کو حاصل کیا لیکن اس وقت
نفس کا نفس ہر دم امتحان میں دم کو بگاڑ دیتا ہے
گرت باشد ہوائے وصل با اصلِ خودت انوؔر
رہِ بیروں شدن میجو نفس آسا ہر آں ہر دم
اے انوؔر! اگر تجھے خود تیری اصل سے وصل کی آرزو ہے
تو باہر کی راہ پر گامزن ہو کر ہر آن اور ہر دم نفس کی امید تلاش کر



اشعار اُردو

جہاں میں ہیں جلوے عیاں کیسے کیسے
ہیں اسرار دل میں نہاں کیسے کیسے
الٰہی یہ دل ہے کہ مہماں سرا ہے
چلے آتے ہیں کارواں کیسے کیسے
شیاطین و جن و ملک جملہ عالم
ترے در پہ ہیں پاسباں کیسے کیسے
نہ ہوں تہلکے ملکِ دل میں تو کیا ہو
مسلط ہیں واں حکمراں کیسے کیسے

عدمِ شکلِ ہستی میں بن بن کے آیا
کہیں کیا ہوئے امتحاں کیسے کیسے
رہا وصل عشاق ہی کو مسلم
بظاہر تھے اُن پر گماں کیسے کیسے
عدم احتیاج و قصور و مذلت
میرے ساتھ ہیں ارمغاں کیسے کیسے
ہوئی خانۂ دل کی تعمیر مٹ کر
بنے لامکاں میں مکاں کیسے کیسے
ہوئے کیا وہ سب کس نے چُن چُن کے توڑے
تھے گلشن میں گُل باغباں کیسے کیسے
ذرا دیکھو انوؔر کہ انوارِ غیبی
نہاں کس قدر ہیں عیاں کیسے کیسے



وَلَہٗ

مژگاں ہیں عاشقوں کیلئے تیر ایک ایک
اور تار موئے زلف ہے زنجیر ایک ایک
ہاتھ آئے جس کو سلسلۂ زلفِ عنبریں
توڑے تعلقات کی زنجیر ایک ایک

عشاق کے دلوں کو پھنسانے کا دام ہے
ہر تار موئے زلفِ گرہ گیر ایک ایک
زردی رنگ و آہ و فغاں اشک و لاغری
ہے عشق جاں گداز کی تاثیر ایک ایک
کی صدقِ دل سے جس نے اطاعت رسول کی
عالم میں اُس کی کرتا ہے توقیر ایک ایک
کیا حال ہو جو حشر کے دربار عام میں
بہرِ سزا سنائیں گے تقصیر ایک ایک
کیا لطف سنگ و گلِ کی عمارت میں منعمو
اشکستہ دل ہیں قابل تعمیر ایک ایک
جو ہم سے کام ہوتے ہیں غفلت کے خوابمیں
محشر میں پیش آئیگی تعبیر ایک ایک
لکھا تھا جو ازل میں وہ ہرگز ٹلا نہیں
ہر چند کی خلاف میں تدبیر ایک ایک
ہر چیز میں ہے صنعتِ خلاق جلوہ گر
اس وجہ سے ہے قابل تصویر ایک ایک
عارف کو فہم آیۂ تخلیق کے لئے
اوراقِ گل ہیں نسخۂ تفسیر ایک ایک
یثرب کی سرزمیں کی مہوّس کو قدر کیا
خاشاک و خاک واں کی ہے اکسیر ایک ایک
وعدوں پہ انورؔا کہیں اُسکے نہ بھولئے
میں جانتا ہوں نفس کی تزویر ایک ایک

وَلَہٗ

شرک ہر چند برملا تو نہیں
دیکھو دل میں وہ چھپ گیا تو نہیں

دل ٹھکانے نہیں ہے کیا باعث
وہ کسی زلف میں پھنسا تو نہیں

خود سروں کے وہ قصے کہتے ہیں
وہ ہمارا ہی ماجرا تو نہیں

دل کو وہ توڑتے ہیں یہ کہکر
بتکدہ خانۂ خدا تو نہیں

دل کو ہر چیز سے تعلق ہے
کہیں در پردہ دل رُبا تو نہیں

پھر سوئے کعبہ لے چلا ہے دل
دیکھیئے اس میں کچھ دغا تو نہیں

واں بدلتی ہے قلب کی حالت
خاک یثرب کی کیمیا تو نہیں

دیکھتے ہیں پہ بات کرتے نہیں
انورؔا تم پہ وہ خفا تو نہیں



وَلَہٗ

رہے خوب لطف و کرم پہلے پہلے
عدم میں بھی تھے محترم پہلے پہلے
یہاں آتے ہی رو دیا بے تکلف
جدائی کا ہوتا ہے غم پہلے پہلے
کنارے تعلق کی پابندیوں سے
تھے آزاد شکل عدم پہلے پہلے
نہیں جانتے تھے جہاں میں کسی کو
مگر ایک اپنے کو ہم پہلے پہلے

ہمارے لئے اب غذا وہ بنی ہے
جسے ہم سمجھتے تھے سَم پہلے پہلے
ہوا نے کیا ہم کو برباد انورؔ
وگرنہ تھے ثابت قدم پہلے پہلے



وَلَہٗ

کیا کرتے ہیں طے راہِ عدم آہستہ آہستہ
کھنچے جاتے ہیں اُس جانب کو ہم آہستہ آہستہ
جوانی ڈھلتے ہی ہر دم خدا یاد آنے لگتا ہے
پئے سجدہ ہوئے جاتے ہیں خم آہستہ آہستہ
زمانے تک رہا رونا عدم کے چھوٹ جانے پر
فرو ہوتا گیا پھر رنج و غم آہستہ آہستہ
کڑی ہیں منزلیں ہر چند راہِ عشق کی لیکن
بڑھا جاتا ہے رہرو کا قدم آہستہ آہستہ
طلوعِ مہرِ رخشاں کو ہے لازم سب پہ روشن ہے
کہ سایہ خود بخود ہوتا ہے کم آہستہ آہستہ
نظر جب دور بیں ہونے لگے آثارِ قدرت میں
تو دل ہوجائیگا خود جامِ جم آہستہ آہستہ
رہے گی ہستی موہوم انوؔر تابکے باقی
مٹ ہی جائیگا یہ نقشِ قدم آہستہ آہستہ



وَلَہٗ

رحم و اظہار و فاخوئ دلارام سے دور
صبر و آسودہ دلی عاشقِ ناکام سے دور
زلف کے دام میں دانا بھی پھنسے جاتے ہیں
کون ایسا ہے بھلا جو رہے اسلام سے دور
زلف و رخسار کا ہر وقت جو رہتا ہے خیال
صبح عاشق نہیں رہتی ہے کبھی شام سے دور
دیکھئے جس کو ہے بس نام وری کا پابند
ہے وہ عنقا جو ہو خلقت سے جدا نام سے دور
سیر عارف کی بدایت ہے نہایت کا مقام
دائرہ میں نہیں آغاز ہے انجام سے دور
یک روش دَور زمانہ کا نہیں رہ سکتا
رکھی رہتی ہے صراحی بھی کبھی جام سے دور
جس کو دل جمعی میسر ہو جہاں میں انوؔر
مثلِ مرکز رہے وہ گردشِ ایام سے دور

وَلَہٗ

نہ خنجر پاس ہے ان کے نہ وہ شمشیر رکھتے ہیں
مگر ابرو کی جنبش میں عجب تاثیر رکھتے ہیں

نہیں رہتا ہے دل قبضے میں اُنکی ہمکلامی سے
نہیں معلوم باتوں میں وہ کیا تسخیر رکھتے ہیں

کہیں شوریدگی میں دل نہ بھٹکے اس لئے اسکو
کسی کی زلف کا ہم بستہ زنجیر رکھتے ہیں

جلو میں عاشقوں کے پیش و پس لڑکوں کا لشکر ہے
اگر مجنوں بھی کہلائیں تو یہ توقیر رکھتے ہیں

کماں کے سامنے چلّے کا جھکنا دام مقصد ہے
جوانانِ سعادت مند قدر پیر رکھتے ہیں

تجلی عشق کی جن کے دلوں پر جلوہ افگن ہے
بجائے مرد مک وہ یار کی تصویر رکھتے ہیں

قصور اپنا ہے ورنہ ساکنانِ شہرِ خاموشاں
زبانِ حال پر ہر قسم کی تقریر رکھتے ہیں

مراد اور نامرادی عاشقوں کے پاس ہے یکساں
وہ کب تعجیل کا شوق اور غم تاخیر رکھتے ہیں

سرِ تسلیم جن کا طاق ابرو میں ہے خم انورؔ
سرِ سجدہ کو وہ غرق نم تشویر رکھتے ہیں



وَلَہٗ

وصلِ یار کی کس کو آرزو نہیں آتی
ہیں طلب میں ہم لیکن جستجو نہیں آتی
جنگ جو ہے بُرّاں ہے دستِ یار میں شمشیر
پر یہ عیب ہے چلکر تا گلو نہیں آتی
غیریت کا پردہ ہے پھر گلے ملیں کیونکر
تیغ بھی تو قاتل کی تاگلو نہیں آتی
رنگ تیرا ہی ظاہر گلشن جہاں میں ہے
کونسا ہے گل جسمیں تیری بو نہیں آتی
خوش بیانیاں ساری غائبانہ آتی ہیں
ایک بات بھی لب تک روبرو نہیں آتی
یوں تو ہے زباں انؔور بات ہی کے کہنے کو
پر زباں پر دل کی گفتگو نہیں آتی



وَلَہٗ

کون جانے دے ہمیں انجمنِ یار کے پاس
مثل سایہ کے پڑے رہتے ہیں دیوار کے پاس
اُن کے دنداں کا بندھا رہتا ہے جب سے کہ خیال
نہیں کچھ قدرِ گُہر چشم بار کے پاس
چشمِ بیمار کی جانے دلِ بیمار ہی قدر
قدرِ بیمار ہوا کرتی ہے بیمار کے پاس
دلِ آشفتہ ہی رہبر ہو تو کچھ ہو ورنہ
کہیں ملتا ہے پتا یار کا اغیار کے پاس
کس طرح پہنچیں عدم بارِ علائق لیکر
یک قدم چلنا ہے دشوار گرانبار کے پاس
درِ دل وا بھی اگر ہو تو رہے تہمت نفس
ہے عبادت کدہ یہ خانۂ خمار کے پاس
حالِ عاشق کے ہے پہنچانے میں تارِ برقی
ایک ہے دور و قریب آہِ شرر بار کے پاس
زندگی سُولی پہ منصور نے کاٹی الحق
اہلِ تحقیق کو ہے دارِ اماں دار کے پاس
دل رُبائی میں نیا ڈھنگ ہے ان کا انؔور
معذرت سنتے ہیں اور آکے گنہگار کے پاس



وَلَہٗ

جاں کی ہم نے لَنْ ترانی دیکھ لی
ناطقے کی خوش بیانی دیکھ لی
رقصِ بسمل میں گذارا دن تمام
کیوں ہماری سخت جانی دیکھ لی
خنجرِ ابرو سے اب لیجے مدد
تیغِ بُرّاں کی رَوانی دیکھ لی
کچھ نہیں مقصود کی اُن کو خبر
واعظوں کی قصہ خوانی دیکھ لی
واقعاتِ عمر ہیں پیشِ نظر
خواب تھے وہ یا کہانی دیکھ لی
واعظا ہم نے تو فیضِ عشق سے
قہر میں بھی مہربانی دیکھ لی
اپنا بھی مضموں نہ سمجھا انوؔرا
بس تمہاری نکتہ دانی دیکھ لی

